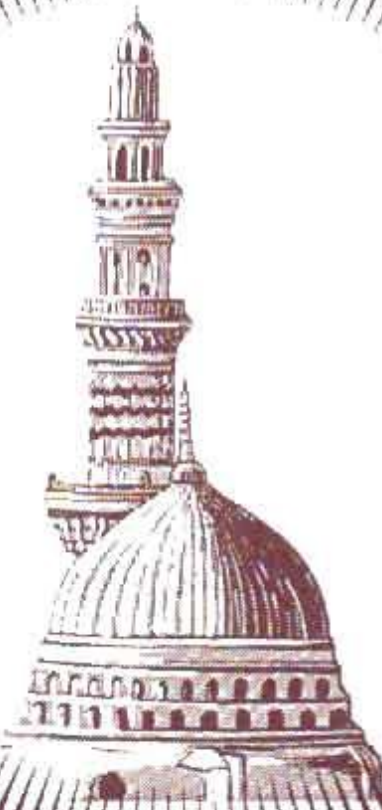


مطالعہ حدیث کبریٰ

آخرت



مطالعہ حدیث - (خط و کتابت کورس)

یونٹ (4) آخرت

شعبہ اسلامی خط و کتابت کورسز
دعوۃ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی

پوسٹ بکس نمبر 1485 اسلام آباد

فون: 9261751-54

فیکس: 261648, 250821

ای میل: dawah@isb.compol.com

| | | |
|----------------------------------|-------|-----------|
| مطالعہ حدیث | | نام کورس |
| 4 | | یونٹ نمبر |
| مولانا حبیب الرحمان | | مؤلف |
| دعوۃ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی | | ناشر |
| یونیورسٹی اسلام آباد پاکستان | | مطبع |
| ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد | | سن اشاعت |
| 2000ء - 1421ھ | | |

فہرست مضامین

| صفحہ نمبر | مضامین |
|-----------|---|
| ۳ | پیش لفظ |
| ۷ | تعارف |
| ۸ | آیات قرآنی |
| ۹ | احادیث نبوی |
| ۹ | قیامت کی آمد میں کتنی دیر ہے؟ |
| ۹ | قیامت کب قائم ہوگی |
| ۱۰ | قیامت سے پہلے کا پر فتن دور |
| ۱۰ | قیامت کی دس نشانیاں |
| ۱۱ | خواہشات نفس کی پیروی اور تنگ دلی کی غلامی |
| ۱۲ | قیامت کیسے قائم ہوگی |
| ۱۴ | قیامت کی آمد سے پہلے اس کی تیاری کی ضرورت |
| ۱۴ | بچھلی امتوں کی روش پر چلنے کی پیشن گوئی |
| ۱۵ | قیامت کا منظر |
| ۱۶ | فکر آخرت کے بارے میں نبی ﷺ کا طرز عمل |
| ۱۶ | میدان حشر میں صالحین امت کی پہچان |
| ۱۷ | منافق کا بدترین انجام |
| ۱۸ | آسان حساب اور اس کے لیے دعا |
| ۲۰ | عذاب قبر کا ثبوت اور اس سے پناہ مانگنا |

- ۲۲ جنت اور دوزخ کی زندگی دائمی ہے
- ۲۳ قیامت کے دن کن لوگوں کا وزن نہیں ہوگا
- ۲۴ مومن اور کافر کی مثال
- ۲۵ قیامت کے دن کی کیفیت کا بیان
- ۲۶ سکرات الموت کے وقت توبہ قبول نہیں ہوتی
- ۲۶ میدان حشر میں نیک لوگ کس حال میں ہوں گے
- ۲۷ سب سے پہلے سایہ الہی میں جگہ پانے والے خوش نصیب
- ۲۷ جہنم سے شفاعت کے ذریعہ نجات پانے والے لوگ
- ۲۸ خائن لوگ شفاعت سے محروم ہونگے
- ۳۰ آخرت میں مفلس اور دیوالیہ کون ہوگا
- ۳۱ اہل جنت کے لیے نعمتیں
- ۳۱ اہل ایمان کو حسن عمل پر غرور نہیں کرنا چاہیے
- ۳۳ خلاصہ

عقیدہ آخرت پر ایمان

۱۔ اہمیت ب۔ عقیدہ آخرت کی حقیقت

ج۔ دلائل د۔ منکرین کا استدلال

عقیدہ آخرت کے انسانی زندگی پر اثرات

1- احساس ذمہ داری

2- خدائی ضابطہ ہدایت کی ضرورت

3- اخلاقی اقدار اور اخلاقی ضابطوں کی قدر و قیمت

4- بے لوث کام کا جذبہ

برزخ اور عذاب قبر

فہرست مراجع

پیش لفظ

انیسویں اور بیسویں صدی میں غیر مسلم اور مسلم مستشرقین کے ذہن جن بیادری مسائل کے حل میں مصروف رہے ان میں حدیث کی تاریخی اور تشریحی حیثیت بیادری اہمیت رکھتے ہیں۔ ان کی یہ دلچسپی ایک لحاظ سے ان کے پیش رو مستشرقین کی سرگرمیوں میں اضافہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اب تحقیق کا موضوع سابقہ محققین کی طرح شخصیت اور ذات رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عائلی زندگی، غزوات اور سیاسی اصلاحات کے بارے میں سوالات اٹھانا اور شکوک و شبہات کو پیدا کرنا نہ رہا بلکہ اب خود حدیث، اس کی جمع و تدوین، اس کی نشاہت اور تاریخی و تشریحی حیثیت کو بیادری موضوع بنایا گیا چنانچہ Goldzeha، Guillaume اور sehacht نے دین اسلام کے دو بیادری ماخذ میں سے ایک کو موضوع تحقیق بناتے ہوئے مغربی ذرائع علم اور اپنے زیر تربیت مسلم محققین کو بڑی حد تک یہ بات باور کرا دی کہ حدیث کی حیثیت ایک غیر معتبر تاریخی بلکہ قیاسی بیان کی سی ہے، اس میں مختلف محرکات کے سبب تعریفی و توصیفی بیانات کو شامل کر لیا گیا ہے اور بہت سی گردش کرنے والی افواہوں کو جگہ دے دی گئی ہے۔ ان انتہا پسندانہ تصورات کے ساتھ ساتھ یہ اہتمام بھی کیا گیا کہ بعض اصطلاحات حدیث (مثلاً صحیح، حسن، ضعیف) کا اس طرح ترجمہ کر کے پیش کیا گیا جس سے تاثر ہے کہ احادیث کے مجموعوں میں گویا ہر قسم کی سنی سنائی کہانیاں اور قصے شامل ہیں۔

ان تمام غلط فہمیوں اور بعض اوقات شعوری طور پر گمراہ کرنے کی ان کوششوں سے یہ نتیجہ نکالنا مقصود تھا کہ دینی علوم سے غیر متعارف ذہن اس نہج پر سوچنا شروع کر دیں کہ ایک مسلمان کے لیے زیادہ محفوظ یہی ہے کہ وہ قرآن کریم پر اکتفا کر لے اور حدیث کے معاملہ میں پڑ کر بلاوجہ اپنے آپ کو پریشان نہ کرے۔ اسی گمراہ کن طرز عمل کے نتیجے میں بعض حضرات اپنے آپ کو اہل قرآن کہنے لگے۔

ہمارے خیال میں یہ دین اسلام کی بیادری کو نقصان پہنچانے کی ایک سوچی سمجھی حکمت عملی تھی۔ اس غلط فکر کی اصلاح الحمد للہ امت مسلمہ کے اہل علم نے بروقت کی اور اعلیٰ تحقیقی و علمی سطح پر ان شکوک و شبہات کا مدلل، تاریخی اور عقلی جواب فراہم کیا۔

دعوۃ اکیڈمی کی جانب سے مطالعہ حدیث کورس ایک ایسی طالب علمانہ کوشش ہے جس میں مستند اور تحقیقی مواد کو سادہ اور مختصر انداز سے ۲۳ دروس (Units) میں مرتب کیا گیا ہے اس میں جن موضوعات سے بحث کی گئی ہے ان میں :

| | |
|-----------------|----------------|
| مفہوم و معنی | مصطلحات |
| تاریخ و تدوین | عقائد |
| ارکان اسلام | اخلاقی تعلیمات |
| وغیرہ شامل ہیں۔ | |

ہماری کوشش ہے کہ ان دروس کے ذریعے سے زیادہ سے زیادہ افراد تک پہنچ سکیں اور مستند اسلامی مآخذ کی مدد سے ان شکوک و شبہات کا ازالہ کریں جو بعض مستشرقین نے پھیلانے میں اور علوم حدیث، یا حدیث کے بارے میں مثبت اور مصدقہ معلومات ان طالبان علم تک پہنچائیں جو باقاعدہ دینی مدارس و جامعات میں حدیث کے موضوع پر تعلیم و تحقیق کے لیے وقت نہیں نکال سکتے۔

ان دروس کو معروف و مستند عالم دین مولانا حبیب الرحمن ریسرچ فیلو، شریعہ اکیڈمی اسلام آباد نے تحریر کیا ہے۔ تمام دروس پر دعوۃ اکیڈمی کے محققین مولانا رضا احمد صاحب اور مولانا محمد احمد زبیری صاحب نے دیدہ ریزی کے ساتھ نظر ثانی کی ہے اور ان کی اردو ادارت کے فرائض و عوۃ کے ایڈیٹر جناب محمد شاہد رفیع نے انجام دیئے ہیں۔ ان دروس کی تیاری میں شعبہ تحقیق کے سربراہ ڈاکٹر محمد جنید ندوی صاحب کی شبانہ روز محنت یقیناً لائق تحسین ہے۔ ہمیں امید ہے کہ دعوت دین کی یہ کوشش بارگاہ الہی میں مقبول ہوگی اور دین کی تعلیم کے فہم میں آسانی پیدا کرے گی۔

ان دروس میں جن موضوعات سے بحث کی گئی ہے ان پر متعلقہ حوالے بھی درج کر دیئے گئے ہیں تاکہ طالبان علم براہ راست ان مصادر کا مطالعہ بھی کر سکیں۔ ہر یونٹ کے ساتھ سوالات بھی درج ہیں جن کے جوابات کو جانچنے کے بعد دعوۃ اکیڈمی کورس مکمل کرنے والوں کو سرٹیفیکیٹ جاری کرے گی۔ اس سلسلہ میں آپ کے مشورے اور تنقید و تبصروں سے ہمیں ان اسباق کو مزید بہتر بنانے میں غیر معمولی مدد ملے گی اس لیے بلا تکلف اپنی رائے، تنقید و مشورے سے ہمیں مطلع کریں۔

پروفیسر ڈاکٹر انیس احمد
ڈائریکٹر جنرل
دعوۃ اکیڈمی

تعارف

مطالعہ حدیث کو رس کے اس چوتھے یونٹ میں عقیدہ آخرت پر ایمان، عقیدہ آخرت کی اہمیت، ضرورت اور عملی زندگی پر اس کے اثرات سے متعلق احادیث نبوی اور ان کا ترجمہ اور مفہوم پیش کیا گیا ہے۔

اس یونٹ کے مطالعہ سے آپ پر یہ بات واضح ہو گی کہ عقیدہ آخرت کا مطلب و مفہوم کیا ہے اور عملی زندگی پر اس عقیدہ کے کیا اثرات پڑتے ہیں۔ نیز اس کے مطالعہ سے آپ پر یہ واضح ہو گا کہ ہمیں اس عقیدہ کو کس طرح ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیے تاکہ ہم اپنے تمام معاملات اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہی کے احساس کے تحت انجام دے سکیں۔ آخرت کے موضوع پر احادیث نبوی کے مطالعہ سے آپ کو یہ یقین بھی حاصل ہو جائے گا کہ دنیا کے عارضی فوائد و منافع کا حصول انسان کا اصل مقصود نہیں ہونا چاہیے بلکہ آخرت میں ہونے والے دائمی فوائد و منافع کا حصول دراصل انسان کا مقصود ہونا چاہیے۔ اور کامیابی و ناکامی کا اصلی معیار موجودہ زندگی کی خوشحالی اور بد حالی نہیں ہے بلکہ درحقیقت کامیاب انسان وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے آخری فیصلے میں کامیاب ٹھہرے اور ناکام وہ ہے جو وہاں ناکام ہو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

آیات قرآنی :

- ۱۔ قال اللہ تعالیٰ: **وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ**. (البقرہ ۲: ۴) (اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔)
- ۲۔ **رَعِمَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ لَنْ يُبْعَثُوا** ۚ قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۗ وَذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ۝ (التغابن ۶۳: ۷)

منکرین کا دعویٰ ہے کہ وہ مرنے کے بعد ہرگز دوبارہ نہ اٹھائے جائیں گے۔ ان سے کہو: نہیں میرے رب کی قسم، تم ضرور اٹھائے جاؤ گے پھر ضرور تمہیں بتایا جائے گا کہ تم نے دنیا میں کیا کچھ کیا ہے اور ایسا کرنا اللہ کے لیے بہت آسان ہے۔

- ۳۔ **إِنَّا إِنَّا يَا بَهُمْ ۝ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ**. (الغاشیہ ۸۸: ۲۶)

ان لوگوں کا پلٹنا ہماری طرف ہی ہے پھر ان کا حساب لینا ہمارے ہی ذمہ ہے۔

- ۴۔ **وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ۚ وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا ۚ وَكَفَىٰ بِنَا حَسِيبِينَ** (الانبیاء ۲۱: ۳۷)

قیامت کے دن ہم ٹھیک ٹھیک تولنے والے ترازور کھ دیں گے، پھر کسی شخص پر ذرہ برابر ظلم نہ ہوگا جس کارائی کے دانے برابر بھی کچھ کیا دھرا ہو گا وہ ہم سامنے لے آئیں گے اور حساب لینے کے لیے ہم کافی ہیں۔

- ۵۔ **كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ ۚ وَعَدًا عَلَيْنَا ۚ إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ ۝** (الانبیاء ۲۱: ۱۰۳)

جس طرح ہم نے تخلیق کی ابتدا کی تھی اسی طرح ہم پھر اس کا اعادہ کریں گے۔ یہ ایک وعدہ ہے ہمارے ذمے اور یہ کام بہر حال ہمیں کرنا ہے۔

- ۶۔ **ثُمَّ إِنَّكُمْ بَعْدَ ذَٰلِكَ لَمَسِيُون ۝ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تُبْعَثُونَ ۝** (المومنون ۲۳: ۱۶)

پھر اس کے بعد تم کو ضرور مرنے ہے، پھر قیامت کے روز یقیناً تم اٹھائے جاؤ گے۔

۷۔ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ۔ (الزلزال ۹۹: ۷، ۸)

پھر جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر بدی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ

لے گا۔

احادیث نبوی

قیامت کی آمد میں کتنی دیر ہے؟

۱۔ عن انسٍ قال قال رسول الله ﷺ: بعثت انا والساعة كهاتين (صحیح بخاری: کتاب الرقاق) میری بعثت اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح ہے۔

مفہوم:

۱۔ اس حدیث کا مضمون قرب قیامت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

۲۔ حضرت محمد ﷺ کی بعثت اس بات کی علامت ہے کہ نوع انسانی کی تاریخ اب اپنے آخری دور میں داخل ہو رہی ہے۔

۳۔ یہ حدیث ختم نبوت کی بھی واضح دلیل ہے، حضرت محمد ﷺ کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی اور ہادی اور نبی آنے والا نہیں ہے۔

قیامت کب قائم ہوگی؟

۲۔ عن عبد الله ابن مسعود قال قال رسول الله ﷺ لا تقوم الساعة الا على شرار الخلق۔

(صحیح مسلم: کتاب الفتن)

عبد اللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”قیامت قائم نہیں ہوگی مگر

بدترین لوگوں پر۔“

مفہوم:

۱۔ جب اللہ تعالیٰ کی عبادت اور فرماں برداری اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ بندگی کے صحیح تعلق کا دنیا سے بالکل

خاتمہ ہو جائے گا تو اس وقت یہ عالم فنا کر دیا جائے گا، کیونکہ اس کے بعد اس کائنات کے بقا کا جواز ہی ختم ہو جاتا ہے۔

۲۔ متعدد احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ قیامت کے قریب لوگوں میں فسق و فجور کا غلبہ ہو گا اور نیک و بدی میں تمیز ختم ہو جائے گی۔

قیامت سے پہلے کا پرفتن دور :

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ: ستكون فتن؛ القاعد فیہا خیر من القائم والقائم فیہا خیر من الماشی والماشی فیہا خیر من الساعی؛ من تشرف لها تستشرفہ؛ فمن وجد فیہا ملجأ ومعاذاً فلیعذ بہ۔ (بخاری: کتاب الفتن)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ”عنقریب فتنوں کا آغاز ہو گا۔ ان میں بیٹھے والا کھڑے سے اور کھڑا ہوا چلنے والے اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہے، جس نے جھانک کر اسے دیکھا اسے وہ اچک لیس گے۔ جو شخص ان حالات میں کوئی جائے پناہ پائے اسے چاہیے کہ اس میں پناہ لے لے۔“

مفہوم :

- ۱۔ اس فتنہ سے مراد مسلمانوں کی باہمی لڑائی ہے جس میں فریقین عصبیت اور حمیت جاہلیہ اور طلب دنیا کے لیے لڑ رہے ہوں اور دونوں میں سے کوئی بھی حق پر نہ ہو۔
- ۲۔ اس فتنہ کی آگ سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ وہ کسی فریق کا ساتھ نہ دے اور مسلسل اللہ سے پناہ طلب کرتا رہے۔

قیامت کی دس نشانیاں :

عن حذیفہ قال: اطلع النبی ﷺ علینا ونحن نذاکر فقال: ماتذکرون؟ قالوا نذکر الساعة قال انها لن تقوم حتی ترون قبلها عشر آیات؛ فذکر الدخان والدجال والدابة وطلوع الشمس من مغربها ونزول عیسیٰ ابن مریمؑ ویاجوج وماجوج وثلاثة خسوف خسوف بالمشرق و خسف بالمغرب و خسف بجزیرۃ العرب و آخر ذلك نار تخرج من الیمن تطرد الناس الی محشرهم۔

(صحیح مسلم، کتاب الفتن)

حذیفہؓ بیان کرتے ہیں: کہ ایک مرتبہ ہم آپس میں گفتگو کر رہے تھے اتنے میں نبی ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، آپ نے فرمایا: تم لوگ کیا گفتگو کر رہے ہو؟ ہم نے عرض کیا کہ ہم قیامت کے بارے میں گفتگو کر رہے ہیں آپ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تم دس نشانیاں نہ دیکھ لو گے۔ پھر آپ نے بتایا: (کہ وہ علامات یہ ہے) دھواں، دجال، دلیہ (ایک خاص جانور) سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، عیسیٰ ابن مریم کا نزول (کا ظاہر ہونا) یا جوج ماجوج، مشرق، مغرب، اور جزیرۃ العرب میں تین مقامات پر زمین کا دھنسا اور آخر میں زمین سے آگ نکلے گی جو لوگوں کو میدانِ حشر کی طرف ہانک کر لے جائے گی۔

مفہوم:

- ۱۔ قیامت کی ان نشانیوں کے ظہور کی نبی ﷺ نے کوئی متعین تاریخ نہیں بتائی البتہ ان حالات کی طرف اشارہ کیا ہے جن میں یہ واقعہ پیش آنے والا ہے۔
- ۲۔ اس حدیث میں قیامت تک رونما ہونے والے اہم واقعات کا اجمالی تذکرہ ہے جو سینکڑوں ہزاروں سال کی مدت میں رونما ہونگے اس بات کو ذہن میں رکھنے سے قیامت کی آمد کے متعلق انسان بہت سے شکوک و شبہات سے محفوظ ہو سکتا ہے۔
- ۳۔ دھوئیں کی وضاحت میں نبی ﷺ نے ایک دوسری حدیث میں فرمایا کہ: جب یہ دھواں چھا جائے گا تو مومن پر اس کا اثر زکام جیسا ہوگا اور یہ کافر کی نرس میں بھر جائے گا۔
- ۴۔ دجال، یا جوج ماجوج، دلیہ الارض وغیرہ کی تفصیلات کتب حدیث میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

خواہشاتِ نفس کی پیروی اور تنگ دلی کی غلامی:

عن ابی أمیة الشعبانی قال سألت ابا ثعلبة الخشنی فقلت: یا ابا ثعلبة کیف تقول فی هذه الایة (علیکم انفسکم)؟ قال: اما والله لقد سألت عنها خبیراً، سألت عنها رسول الله ﷺ فقال: بل انتمروا بالمعروف و تناهوا عن المنکر، حتی اذا رأیت شحاً مطاعاً و هو ی متبعاً و دنیا مؤثرة و اعجاب کل ذی رای برأیه فعلیک . یعنی بنفسک . و دد عنک العوام .

فان من ورائکم ایام (الصبر) الصبر فیہ مثل قبض علی الجمر، للعامل فیہم مثل اجر خمسين رجلا يعملون مثل عملہ و زادنی غیرہ قال: یا رسول الله اجر خمسين منهم؟ قال اجر خمسين منکم . (ابو داؤد: کتاب الملاحم باب الامر والنہی)

ابو امیہ شعبانی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو ثعلبہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ”یا ایہا الذین امنوا علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اہتدیتم“ (المائدہ ۵: ۱۰۵) (اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اپنی فکر کرو، کسی دوسرے کی گمراہی سے تمہارا کچھ نہیں بچاتا، اگر تم خود راہ راست پر ہو) کے بارے میں ان سے پوچھا کہ آپ اس آیت کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ ابو ثعلبہ نے جواب دیا کہ خدا آپ نے جاننے والے سے پوچھا ہے، میں نے اس کے بارے میں نہایت باخبر ہستی یعنی رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ ”تم لوگ نیکی کا حکم دیتے رہو اور برائی سے روکتے رہو حتیٰ کہ جب تم دیکھو کہ لوگ اپنی تنگ دلی کے غلام اور خواہشات نفس کے پیرو بن گئے ہیں، دنیا کو ترجیح دی جاتی ہے اور ہر شخص خود راہی میں مبتلا ہے اور تو سمجھو کہ معاملہ تمہارے اختیار سے باہر ہو گیا ہے تو پھر تمہیں چاہیے کہ بس اپنی ذات کی فکر کرو اور لوگوں کو اپنے سے دور کر دو، تمہارے بعد ایسے ایام آنے والے ہیں کہ جن میں (حق پر) جسے رہنا ایسا ہو گا جیسے انگارہ مٹھی میں لینا۔ ایسے حالات میں جو شخص عمل کرے گا اس کا عمل پچاس عمل کرنے والوں کے برابر ہو گا۔ دوسری روایت میں ہے کہ صحابی نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! اس وقت کے پچاس آدمیوں کے برابر ہو گا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ”تم میں سے پچاس کے برابر ہو گا۔“

مفہوم :

- ۱۔ اگر کوئی شخص حق کی طرف لوگوں کو دعوت دے اور تبلیغ کا جو حق ہے وہ ادا کرے۔ اور پھر تجربہ سے ثابت ہو کہ کوئی بھی اپنی خواہشات نفس چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہے اور سب کے سب باطل پر مصر ہیں، تب اس حدیث کے منشاء کے مطابق آدمی کے لیے یہ درست ہو سکتا ہے کہ وہ لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دے اور صرف اپنی نجات کی فکر کرے۔
- ۲۔ معلوم ہوا کہ عملاً کوشش کئے بغیر پہلے ہی سے یہ سمجھ لینا کہ دعوت اور تبلیغ و تذکیر سے کچھ حاصل نہیں ہے، یہ محض ادائے فرض سے جی چرانے کا بہانہ ہے۔ کیونکہ یہ فیصلہ کرنے کے لیے کہ تمام لوگ خواہشات نفس کے پیرو بن گئے ہیں، تجربے کی ضرورت ہے صرف مفروضے سے کام نہیں بنتا۔
- ۳۔ اس قسم کے مشکل حالات میں صبر و استقامت سے دعوت و تبلیغ کا کام کرنے والے حضرات کا مقام و مرتبہ بھی اتنا ہی زیادہ ہو گا جس قدر مشکلات زیادہ ہوں گی۔

قیامت کیسے قائم ہوگی؟

عن ابی ہریرۃ أن رسول اللہ ﷺ قال لا تقوم الساعة حتی تطلع الشمس من مغربها فاذا

اطلعت وراها الناس آمنوا أجمعون فذلك "لا يَنْفَعُ نَفْسٍ إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلِ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا" ولتقوم الساعة وقد نشر الرجلان ثوبهما بينهما فلا يتبايعانه ولا يطو يانه؛ ولتقوم الساعة وقد انصرف الرجل بلبن لقحته فلا يطعمهما؛ ولتقوم الساعة وهو يليط حوضه فلا يسقى فيه ولتقوم الساعة وقد رفع أكلته إلى فيه فلا يطعمها. (صحيح بخاری، کتاب الرقاق)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت قائم نہیں ہو گی تا وقتیکہ سورج مغرب سے طلوع نہ ہو، پھر جب سورج مغرب سے نکلے گا تو سب لوگ اسے دیکھ کر ایمان لے آئیں گے، مگر اس وقت ایمان لانا نفع بخش نہیں ہوگا، یہی بات اس آیت میں ارشاد فرمائی گئی ہے "کسی نفس کو اس کا ایمان لانا فائدہ نہیں پہنچائے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہو یا اس نے ایمان لانے کے بعد بھلائی نہ کی ہو" قیامت ضرور قائم ہو کر رہے گی اور حالت یہ ہوگی کہ دو شخص فروخت کے لیے اپنے سامنے کپڑا پھیلائے بیٹھے ہوں گے مگر خرید و فروخت کا عمل مکمل نہیں ہو سکے گا اور نہ وہ اسے لپیٹ سکیں گے کہ قیامت برپا ہو جائے گی قیامت ضرور برپا ہو کر رہے گی اور حالت یہ ہوگی کہ ایک شخص اپنی اونٹنی کا دودھ دودھ کر پلٹ رہا ہو گا مگر وہ اسے پی نہ سکے گا۔ قیامت ضرور قائم ہوگی اور حالت یہ ہوگی کہ ایک شخص اپنا حوض مرمت کر رہا ہو گا مگر اس میں سے پانی پی نہ سکے گا کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ قیامت ضرور قائم ہوگی اور حالت یہ ہوگی کہ ایک آدمی نے کھانے کے لیے لقمہ اٹھایا ہو گا مگر وہ اسے کھانہ سکے گا کہ قیامت برپا ہو جائے گی۔"

مفہوم:

- ۱- ایسا نہیں ہوگا کہ قیامت آہستہ آہستہ آرہی ہے اور لوگ دیکھ رہے ہیں کہ وہ آرہی ہے بلکہ وہ اس طرح سے آئے گی کہ لوگ پورے اطمینان کے ساتھ دنیا کے کاروبار چلا رہے ہوں گے اور انکے خواب و خیال میں بھی یہ نہیں ہوگا کہ قیامت کی گھڑی آتی ہے۔
- ۲- تمام لوگ معمول کے مطابق اپنے کام کر رہے ہوں گے کہ اچانک ایک زور کا کڑکا ہوگا اور جو جہاں ہوگا وہیں دھرے کا دھراہ جائے گا۔ اس کی تائید قرآن مجید کی اس آیت سے بھی ہوتی ہے
- ۳- جب قیامت کی آمد کی صورت یہ ہونے والی ہے تو مومن کو اس کی آمد کا ہر وقت منتظر رہنا چاہیے اور اپنے عمل کے بارے میں محتاط ہونا چاہیے۔

مَا يَنْظُرُونَ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً تَأْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُونَ (۴۹) فَلَا يَسْتَطِيعُونَ تَوْصِيَةً
وَلَا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ يَرْجِعُونَ (۵۰). (یس ۳۶: ۴۹-۵۰)

در اصل یہ جس چیز کی راہ تک رہے ہیں وہ بس ایک دھماکہ ہے جو یکایک انہیں اس حالت میں دھر لے گا جب یہ (اپنے دنیوی معاملات میں) جھگڑ رہے ہوں گے۔

قیامت کی آمد سے پہلے اس کی تیاری کی ضرورت :

عن انسؓ ان رجلا من اهل البادية أتى النبي ﷺ فقال : يا رسول الله متى الساعة قائمة؟

قال وبلك وما أعددت لها؟ قال ما أعددت لها الا انى احب الله ورسوله؛ قال: انك مع من أحببت.

(صحیح بخاری: کتاب الادب)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک بدوی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! قیامت کب قائم ہوگی۔ آپ نے فرمایا افسوس تجھ پر! تو نے اس کی آمد کے لیے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ عرض کیا! میں نے اس کے لیے کچھ بھی تیاری نہیں کی سوائے اس کے کہ اللہ اور اس کے رسول سے میں محبت کرتا ہوں، فرمایا بلاشبہ تو اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا۔

مفہوم :

- ۱۔ ساری فکر اس بات کی ہونی چاہیے کہ آخرت کے لیے کیا تیاری کی ہے اور جب اللہ کے حضور پیشی ہوگی تو وہاں تمام دنیا کے سامنے کسی رسوائی کا سامنا تو نہیں کرنا پڑے گا؟
- ۲۔ اللہ اور اس کے رسول سے محبت سے مراد محبت کا دعویٰ نہیں ہے بلکہ اللہ اور اس کے رسول سے سچی محبت کا لازمی تقاضا اللہ اور رسول کی اطاعت و فرماں برداری ہے۔

پچھلی امتوں کی روش پر چلنے کی پیشن گوئی :

عن ابی سعید أن النبي ﷺ قال : لتبعن سنن من قبلکم شبر بشبر و ذراعا بذراع حتی

لوسلکوا جحر حضب لسکتموه؛ قلت یا رسول الله اليهود و النصارى قال : فمن؟

(صحیح بخاری: کتاب الانبیاء)

ابو سعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ”تم بھی آخر کار پچھلی امتوں کی روش پر چل کر رہو گے، حتیٰ کہ اگر وہ کسی گھوہ کے بل میں گھسے ہیں تو تم بھی اس میں گھسو گے، صحابہ نے پوچھا: یا رسول اللہ کیا یہود و نصاریٰ مراد ہیں؟ تو آپ نے فرمایا تو اور کون؟

مفہوم :

- ۱۔ رسول اللہ ﷺ خدا و ادبیرت سے یہ بات جانتے تھے کہ مختلف قوموں میں بگاڑ کن کن راستوں سے آیا اور کن کن شکلوں میں ظاہر ہوا۔
- ۲۔ یہود و نصاریٰ کی اخلاقی کمزوریوں، مذہبی غلط فہمیوں اور اعتقادی و عملی گمراہیوں میں سے ایک ایک کی نشان دہی قرآن و سنت میں موجود ہے اور اس کے بالمقابل دین کے مقتضیات بیان کیے گئے تاکہ مسلمان اپنا راستہ صاف دیکھ سکیں اور غلط راہوں سے بچ سکیں۔
- ۳۔ یہود کی تاریخ مسلمانوں کے لیے ایک زندہ نمونہ عبرت ہے۔ مسلمانوں کو خود عبرت بننے کے بجائے ان سے عبرت حاصل کرنا چاہیے، فاعتبروا یا اولی الاباب (اے عقل و ہوش رکھنے والو! عبرت حاصل کرو)

قیامت کا منظر :

عن عبد اللہ ابن عمر یقول قال رسول اللہ ﷺ: من سره ان ينظر الى يوم القيامة كانه راي عين فليقرأ "إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَإِذَا السَّمَاءُ انفطرت وَإِذَا السَّمَاءُ انشقت". (جامع ترمذی: ابواب التفسیر) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص چاہتا ہو کہ روز قیامت کو اس طرح دیکھ لے جس طرح کہ آنکھوں سے دیکھا جاتا ہے تو وہ سورہ النکویر، سورہ انفطار اور سورہ الشقاق پڑھ لے۔

مفہوم :

- ۱۔ ان سورتوں کو پڑھنے سے دنیا کی بے ثباتی اور فانی ہونے کا پورا نقشہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔
- ۲۔ قیامت کے ہولناک مناظر کا ایسا نقشہ کھینچا گیا ہے کہ اس سے بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کا نقش دل و دماغ پر قائم ہوتا ہے۔

عن ابی ہریرۃؓ قرأ رسول اللہ ﷺ هذه الآية: "يومئذ تحدث اخبارها" قال اتدرون ما اخبارها؟ قالوا الله ورسوله اعلم قال فان اخبارها أن تشهد على كل عبد وامة بما عمل على ظهرها ان تقول عمل على كذا وكذا قال فهذه اخبارها. (جامع ترمذی: ابواب التفسیر)

ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: یومئذ تحدث أخبارها (اس دن زمین اپنے سارے احوال بیان کرے گی) اور صحابہ سے پوچھا جانتے ہو احوال بیان کرنے کا مطلب کیا ہے؟ لوگوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: زمین قیامت کے دن گواہی دے گی اور بیان کرے گی کہ فلاں مرد اور فلاں عورت نے میری سطح پر فلاں دن فلاں وقت بر لیا اچھا کام کیا، یہی مطلب ہے اس آیت کا۔

فکر آخرت کے بارے میں نبی ﷺ کا طرز عمل:

عن ابی سعید الخدریؓ قال قال رسول اللہ ﷺ: کیف أنعم و صاحب الصور قد التقمه واصغى سمعه و قنى جبهته ينتظر متى يؤمر بالنفخ فقلوا یا رسول الله فماذا تأمرنا قال: قولوا حسبنا الله ونعم الوكيل.

(مسند احمد: مرویات ابو سعید خدریؓ)

ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں عیش و آرام اور بے فکری کی زندگی کیسے گزار سکتا ہوں جبکہ حال یہ ہے کہ اسرافیل صور منہ میں لیے، کان لگائے، پیشانی جھکائے انتظار کر رہے ہیں کہ کب صور پھونکنے کا حکم ہوتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! پھر آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا یہ پڑھتے رہو حسبنا الله ونعم الوكيل (اللہ ہم کو کافی ہے وہ بہتر کار ساز اور سر پرست ہے)۔

مفہوم:

- ۱۔ صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کی بے چینی اور فکر کو دیکھ کر مزید پریشان ہوتے کہ جب آنحضرتؐ کا یہ حال ہے تو ہمارا کیا حال ہوگا اس سے صحابہ کی آنحضرتؐ سے محبت اور آخرت کی فکر کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔
- ۲۔ رسول اکرمؐ نے صحابہ کو اللہ پر بھروسہ رکھنے اور اس کی سرپرستی میں زندگی گزارنے کی تلقین فرمائی۔ جس نے اللہ کو اپنا کار ساز اور سر پرست بنا لیا یقیناً وہ کامیاب ہے۔

میدان حشر میں صالحین امت کی پہچان:

عن عبد الله رضی اللہ عنہ فی قوله عز وجل ”یسعی نورهم بین ایديهم قال: یؤتون نورهم علی قدر اعمالهم منهم من نورہ مثل العجیل وادناهم نورا من نورہ علی ابهامہ یطفی مرة ویقند اخرى.

(المستدرک للحاکم: کتاب التفسیر سورہ الحديد)

اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی ”يَسْعَىٰ نُورُهُمْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ“ کے بارے میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے اس کی تفسیر میں بیان کیا کہ قیامت کے روز لوگوں کو ان کے اعمال کے اندازے کے مطابق نور دیا جائے گا۔ ان میں ایسے بھی ہوں گے جن کا نور پہاڑ کی مثل ہو گا اور ان میں سے ادنیٰ ترین نور والا وہ شخص ہو گا جس کا نور اس کے پاؤں کے انگوٹھوں تک ہو گا، کبھی بچھ جائے گا کبھی روشن ہو گا۔

مفہوم :

- ۱۔ میدان حشر میں جنت کے مستحق لوگوں کے ساتھ مجرمین سے مختلف معاملہ ہو گا۔ ایمان کی صداقت اور سیرت و کردار کی پاکیزگی نور اور روشنی میں تبدیل ہو جائے گی۔
- ۲۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس کی ذات سے جتنی بھلائی پھیلی ہو گی اس کا نور اتنا ہی تیز ہو گا اور جہاں جہاں تک دنیا میں اس کی بھلائی پہنچی ہو گی میدان حشر میں اتنی ہی مسافت تک اس کے نور کی شعاعیں دوڑ رہی ہوں گی۔

منافق کا بدترین انجام :

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ : فيلقى العبد فيقول اى فلان الم اكر مك واسودك وازوجك واسخرلك الخيل والابل واذرك تراس وتربع؟ فيقول بلى قال فيقول افضنت اناك ملاقى فيقول لا فيقول فانى قد انساك كما نسيتى ثم يلقى الثانية فذكر مثله ثم يلقى الثالث فيقول له مثل ذلك فيقول يا رب امنك بك وبكتابك وبر سلك و صليت و قمت و تصدقت و يشى بخير ما استطاع فيقول ههنا اذا ثم يقال الان نبعت شاهدا عليك فيتفكر فى نفسه من ذا الذى يشهد على فيحتم على فيه ويقال لفتخذه انطقى فتطلق فخذته و لحمه وعظامه بعمله و ذلك ليعذر من نفسه فذلك المنافق و ذلك الذى سخط الله عليه. (صحيح مسلم: الزهد)

ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: (قیامت کے دن) ایک بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہو گا اللہ تعالیٰ اس سے کہے گا اے فلاں! کیا میں نے تجھے عزت و شرف نہیں بخشا تھا؟ کیا تجھے بیوی نہیں دی تھی؟ کیا تیرے قبضے میں گھوڑے اور اونٹ نہیں دیئے تھے؟ اور کیا میں نے تجھے مہلت نہیں دی تھی، تو اپنی حکومت کو چلاتا اور لوگوں سے مال و وصول کرتا تھا؟ وہ ان نعمتوں کا اقرار کرے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا کہ کیا تو سمجھتا تھا کہ ایک دن تجھے ہمارے سامنے پیش ہونا ہے؟ وہ کہے گا ”نہیں“ تو اللہ اس سے کہے گا، جس طرح تو

نے مجھے دنیا میں بھلائے رکھا آج میں تجھے بھلائے دیتا ہوں، پھر ایسا ہی ایک دوسرا (منکر قیامت) اللہ تعالیٰ کے حضور آئے گا اور اس سے بھی اسی طرح کا سوال ہوگا، پھر ایک تیسرا شخص پیش ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس سے وہی سوالات کرے گا جو پہلے دونوں آدمی سے کیے تھے (جو کافر تھے) تو یہ جواب میں کہے گا ”اے میرے رب! میں تجھ پر ایمان لایا تھا، تیری کتاب پر یقین رکھتا تھا۔ تیرے رسولوں کو ماننا تھا، میں نماز پڑھتا تھا روزے رکھتا تھا، تیری راہ میں اپنی دولت خرچ کرتا تھا اور اس طرح اپنی پوری قوت سے اپنے نیک کام گنائے گا۔ تب اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا ”بس رک جاؤ۔“ ہم ابھی تیرے خلاف گواہی دینے والے بلا تے ہیں، وہ دل میں سوچے گا بھلا وہ کون ہے جو میرے خلاف گواہی دے گا۔ پھر اس کے منہ کو مرگ کر بند کر دیا جائے گا اور اس کی ران گوشت اور ہڈیوں سے پوچھا جائے گا تو وہ سب اس کے ایک ایک مکارانہ عمل کو ٹھیک ٹھیک بیان کر دیں گے، اس طرح اللہ تعالیٰ باتیں بنانے کا دروازہ بند کر دے گا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ”یہ وہ آدمی ہے جس نے دنیا میں منافقت کی یہ وہ شخص ہے جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوا۔“

مفہوم:

- ۱۔ کافر اللہ تعالیٰ کے حضور صاف صاف اپنے منکر قیامت ہونے کا اعتراف کرے گا اور اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔
- ۲۔ منافق اللہ تعالیٰ کے حضور بھی جھوٹ بولنے سے نہ شرمائے گا جس طرح دنیا میں اپنی پاکبازی اور جھوٹی دینداری کا بڑی بے شرمی سے ڈھنڈور اپیتا تھا، قیامت کے دن بھی اسی منافقانہ روش کا مظاہرہ کرے گا۔
- ۳۔ اللہ تعالیٰ کو تو منافق کی حقیقت کا بخوبی علم ہوگا لیکن جب منافق کے خلاف اسی کے اعضاء گواہی دیں گے تو ظاہری طور پر بھی انصاف کے تمام تقاضے پورے ہو جائیں گے اور اس کے خلاف اتمام حجت ہو جائے گی۔

آسان حساب اور اس کے لیے دعا:

عن عائشةؓ قالت سمعت رسول الله ﷺ في بعض صلواته اللهم حاسبني حسابا يسيرا

قلت يا نبي الله ما الحساب اليسير؟ قال ان ينظر في كتابه فتجاوز عنه، انه من نوقش الحساب يومئذ

يا عائشة هلك. (مسند احمد: مرويات عائشة)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بعض نمازوں میں یہ دعا پڑھتے سنا:
اللَّهُمَّ حَاسِبِي حَسَابًا يُسِيرًا (اے اللہ میرا آسان حساب کیجے گا) میں نے پوچھا آسان حساب کا کیا مطلب ہے؟
 آپ نے فرمایا آسان محاسبہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کا اعمال نامہ دیکھے اور اس کی برائیوں سے درگزر فرمادے۔ پھر
 فرمایا: اے عائشہ! جس سے ایک ایک چیز کی کرید یا سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہو گیا تو وہ تباہ ہو گیا۔“

عن أنس بن مالك قال قال رسول الله ﷺ: حفت الجنة بالمكاره و حفت النار
 بالشهوات. (صحیح مسلم: کتاب الجنة)

انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جنت ان باتوں سے گھیری گئی جو نفس کو
 ناگوار ہیں اور جہنم گھیری گئی ہے نفس کی خواہشوں سے۔“

مفہوم:

- ۱۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پابندی، خواہشات نفس پر قابو پانا اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر جان مال وقت اور
 صلاحیتوں کی قربانی کا راستہ جنت تک پہنچتا ہے لیکن یہ ساری چیزیں نفس پر شاق گزرتی ہیں۔
- ۲۔ جب نفس کے گھوڑے کی لگام ڈھیلی چھوڑ دی جائے اور اسے شیطان کے حوالہ کر دیا جائے تو یہ راستہ
 جہنم تک پہنچاتا ہے اور انسان اس گڑھے میں گرتا ہی چلا جاتا ہے۔

عن جابر رضی اللہ عنہ قال سمعت النبی ﷺ قبل وفاته بثلاث یقول لا یموتن احدکم الا
 وهو یحسن بالله الظن. (صحیح مسلم: کتاب الجنة)

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں میں نے نبی ﷺ کو وفات سے تین روز قبل فرماتے سنا
 ہے: ”تم میں سے کسی کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ وہ اللہ کے متعلق حسن ظن رکھتا ہو۔“

مفہوم:

- ۱۔ بندہ مومن کو ایک طرف اللہ کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیے ہمیشہ اسے اللہ کی رحمت کی امید
 رکھنا چاہیے اور دوسری طرف اسے کبھی اللہ کی تارافنگی سے بے خوف ہونا چاہیے۔
- ۲۔ الایمان بین الخوف والرجاء (ایمان خوف اور امید کے درمیان ہے)۔

عذاب قبر کا ثبوت اور اس سے پناہ مانگنا :

عن ابن عمر أن رسول الله ﷺ قال: ان احدكم اذامات عرض عليه مقعده بالغداة والعشى ان كان من اهل الجنة فمن اهل الجنة وان كان من اهل النار فمن اهل النار يقال هذا مقعدك حتى يبعثك الله اليه يوم القيامة. (صحيح مسلم: كتاب الجنة)

ابن عمر سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی مر جاتا ہے تو صبح و شام اس کا ٹھکانہ اس کے سامنے لایا جاتا ہے اگر جنت میں سے ہے تو جنت میں سے اور اگر جہنم میں سے ہے تو جہنم والوں میں سے پھر کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانہ ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تجھے اسی طرف بھیجے گا۔“

مفہوم :

- ۱۔ عذاب قبر حق ہے اور کتاب و سنت میں اس کے دلائل موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ”النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا“ (آگ صبح و شام ان کے سامنے پیش کی جاتی ہے) اس کے علاوہ عذاب قبر کے ثبوت میں متعدد صحیح احادیث موجود ہیں۔
- ۲۔ قبر کا لفظ مجازاً عالم برزخ یعنی موت اور قیامت کی درمیانی حالت کے لیے استعمال ہوا ہے عربی میں برزخ ”پردہ“ کو کہتے ہیں۔ لیکن اصطلاحاً اس خاص مدت کے لیے استعمال ہوتا ہے جو انسان کی موت سے لے کر قیامت کے دن تک ہے۔
- ۳۔ اہل دوزخ کو ان کا مقام دکھایا جائے گا تاکہ انہیں اور زیادہ حسرت ہو اور اہل جنت کو بھی ان کا مقام دکھایا جائے گا تاکہ وہ مزید شکر گزار اور خوش ہوں۔

عن انس رضی اللہ عنہ ان النبی ﷺ قال: لو لا ان لاتدافنوا لدعوت اللہ ان یسمعکم من عذاب القبر. (صحيح مسلم: كتاب الجنة)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم (عذاب قبر کے خوف سے) دفن کرنا نہ چھوڑو تو میں ضرور دعا کرتا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب قبر سنا دے۔“

مفہوم :

- ۱۔ یہ حدیث عذاب قبر کے ثبوت میں بالکل واضح ہے۔

۲۔ انسان کا امتحان اور آزمائش اسی میں ہے کہ عذاب قبر اور جنت و جہنم کے احوال اس سے پردہ غیب ہی میں رہیں، جب یہ چیزیں اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گا تو پھر مہلت عمل ہی ختم ہو جائیگی۔

عن البراء بن عازبؓ عن النبي ﷺ: "يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ" قال نزلت في عذاب القبر يقال من ربك فيقول ربى الله ونبى محمد ﷺ فذلك قوله عز وجل يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت في الحياة الدنيا وفي الآخرة. (صحيح مسلم: كتاب الجنة)

براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: نبی ﷺ نے فرمایا: یہ آیت "يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا" عذاب قبر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ میت سے پوچھا جاتا ہے تیرا رب کون ہے وہ کہتا اللہ میرا رب ہے اور میرے نبی محمد ﷺ ہیں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد "يُثَبِّتُ اللَّهُ....." سے بھی یہی مراد ہے۔

عن انسؓ بن مالك يقول قال رسول الله ﷺ: يتبع الميت ثلاثة فيرجع اثنان ويبقى معه واحد يتبعه اهله وماله وعمله فيرجع اهله وماله ويبقى عمله. (صحيح بخارى: كتاب الرقاق)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں دو واپس ہو جاتی ہیں اور ایک اس کے ساتھ رہ جاتی ہے اس کے گھر والے اور مال واپس ہو جاتا ہے اور اس کے عمل رہ جاتے ہیں۔

مفہوم:

- ۱۔ یہ بات بالکل واضح ہے کہ مرنے کے بعد انسان کے ساتھ صرف اس کے اعمال ہی جاتے ہیں لیکن اس حدیث کا مقصود یہ ہے کہ پھر فکر بھی زیادہ اس چیز کی کرنا چاہیے جو دائمی زندگی میں کام آنے والی ہے۔
- ۲۔ دنیا کا مال و متاع عارضی ہے اس لیے اس کی خاطر آخرت کو تباہ نہیں کرنا چاہیے۔

عن ابن عباس قال قام فينا النبي ﷺ يخطب فقال انكم محشورون حفاة عراة "كما بدانا اول خلق نعيده" (الاية) وان اول الخلاق يكسى يوم القيامة ابراهيم وانه سيعاء برجال من امتي فيؤخذ بهم ذات الشمال فأقول يا رب اصحابي فيقول الله انك لا تدري ما أحدثوا بعدك فأقول كما قال العبد الصالح "و كنت عليهم شهيداً مادمت فيهم" الى قوله الحكيم فيقال انهم لم يزلوا مرتدين على اعقابهم. (صحيح بخارى: كتاب الرقاق)

ابن عباسؓ سے روایت ہے نبی ﷺ خطبہ دینے کھڑے ہوئے اور فرمایا: (قیامت کے دن) تم اکٹھے کیے

جاؤ گے اور حالت یہ ہو گی کہ تم ننگے پاؤں اور ننگے جسم ہو گے، جیسے ہم نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا ویسے ہی دوبارہ پیدا کریں گے، تمام مخلوقات میں سب سے پہلے حضرت ابراہیمؑ کو کپڑے پہنائے جائیں گے۔ میری امت کے کچھ لوگوں کو لایا جائے گا اور پھر انہیں بائیں طرف ہٹا دیا جائے گا۔ میں عرض کروں گا اے میرے مالک! یہ تو میرے اصحاب ہیں، جو اب میں کہا جائے گا تم نہیں جانتے انہوں نے تمہارے بعد کیا نئی باتیں پیدا کیں۔ میں بھی وہی کہوں گا جو نیک بندے (عیسیٰ) نے کہا ”میں تو ان لوگوں پر اس وقت تک گواہ تھا جب تک میں ان میں موجود تھا پھر جب تو نے مجھ کو اٹھالیا تو ان پر نگہبان تھا اور مجھ کو ان کا علم نہ رہا اور تو ہر چیز پر گواہ ہے، اگر تو انہیں عذاب دے تو تیرے بندے ہیں اور تو انہیں بخش دے تو غالب ہے حکمت والا ہے“ پھر کہا جائے گا یہ لوگ تیرے بعد مرتد ہو گئے تھے۔

مفہوم :

- ۱۔ قیامت کا دن اس قدر سخت ہو گا کہ کسی کو یہ ہوش ہی نہیں ہو گا کہ کوئی ننگے بدن بھی ہے، ہر شخص کو بس اپنی فکر ہو گی کہ نہ معلوم اب اس کی دائمی زندگی کا کیا فیصلہ ہوتا ہے۔
- ۲۔ اس حدیث میں ان لوگوں کا معاملہ ذکر کیا گیا ہے جو نبیؐ کے عہد میں بظاہر مسلمانوں میں شمار ہوتے تھے مگر دل سے مسلمان نہیں تھے اور بعد میں انہوں نے فتنہ ارتداد میں حصہ لیا اور اسی حالت میں مر گئے۔

جنت اور دوزخ کی زندگی دائمی ہے :

عن عبد اللہ أن رسول اللہ ﷺ قال: يدخل الله اهل الجنة الجنة ويدخل اهل النار النار ثم يقوم مؤذن بينهم فيقول يا اهل الجنة لا موت ويا اهل النار لا موت كل خالد فيما هو فيه.

(مسلم: کتاب الجنة)

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ اہل جنت کو جنت میں اور اہل دوزخ کو دوزخ میں داخل کر دے گا تو پھر ان کے درمیان ایک پکارنے والا کھڑا ہو گا اور کہے گا اے جنت والو! اب موت نہیں آئے گی۔ اے دوزخ والو! اب موت نہیں آئے گی ہر ایک اپنی جگہ ہمیشہ رہے گا۔

مفہوم :

- ۱۔ اس اعلان سے اہل جنت میں خوشی کے لہر دوڑ جائے گی کیونکہ انہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نعمتوں بھری

جنت مل جائیگی۔

۲۔ اس اعلان سے اہل جہنم ہمیشہ کے لیے مایوس ہو جائیں گے اور ان کی مایوسی اور حسرت ان کے عذاب میں اضافہ کا باعث بنے گی۔

عن حارثة بن وہب سمع النبی ﷺ قال: الا أخبرکم باهل الجنة قالوا بلی کل ضعيف متضعف لو أقسم علی الله لأبره ثم قال الا أخبرکم باهل النار قالوا بلی کل عتل جواظ مستکبر.

(صحیح مسلم: کتاب الجنة و صفتها)

حارث بن وہب سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا کہ: ”کیا میں تمہیں اہل جنت کے بارے میں نہ بتاؤں؟ صحابہ نے عرض کیا: بتلائیے۔ آپ نے فرمایا ہر کمزور اور ضعیف اور لوگوں کے نزدیک حقیر۔ اگر یہ اللہ کے بھر وسہ پر قسم کھالے تو اللہ ضرور اس کی قسم کو سچا کر دے، پھر فرمایا: کیا میں تمہیں دوزخ والوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ صحابہ نے عرض کیا؟ بتلائیے۔ آپ نے فرمایا: ہر سخت مزاج و بدگو، مالدار خلیل اور ہر بڑائی چاہنے والا۔“

مفہوم:

۱۔ انسانی تاریخ بار بار اس بات کو دہراتی ہے کہ دنیا کی خوشحالی میں مست رہنے والوں نے ہمیشہ حق و صداقت اور انبیاء کی دعوت کو جھٹلایا ہے۔

۲۔ بالعموم کمزور اور پسماندہ طبقہ سے تعلق رکھنے والوں نے انبیاء کی دعوت کو قبول کرنے میں سبقت حاصل کی ہے اور اس کی خاطر ہر قسم کی قربانیاں بھی دی ہیں۔

قیامت کے دن کن لوگوں کا وزن نہیں ہوگا:

عن ابی ہریرۃ عن رسول اللہ ﷺ قال: انه یأتی الرجل العظیم السمین یوم القیامة لا یزن

جناح بعوضۃ عند الله اقرؤا ”فلا نقیم لهم یوم القیامة وزنا“۔ (صحیح مسلم: صفات المنافقین)

ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ایک بڑا موٹا آدمی آئے گا جس کا وزن اللہ کے نزدیک چھھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہوگا۔ یہ آیت پڑھ لو، ہم قیامت کے دن ان کے لیے کوئی وزن نہیں رکھیں گے۔“

مفہوم:

- ۱۔ وہاں تو عمل درکار ہوگا، جسم و جان یا مال و دولت قیامت میں کام آنے والی چیز نہیں ہے۔
- ۲۔ اللہ کے نزدیک وزن صرف اعمال صالح کا ہے خواہ اہل دنیا کے معیار کچھ بھی ہوں۔

عن ابی ہریرۃؓ کان یقول قال رسول اللہ ﷺ: یقبض اللہ تبارک وتعالی الارض یوم القیامۃ ویطوی السماء بيمينه ثم یقول انا الملک ابن ملک الارض و فی روایۃ ابن الجبارون ابن المتکبرون.

(صحیح مسلم، صفات المنافقین)

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن زمین کو مٹھی میں لے لے گا اور آسمان کو داہنے ہاتھ میں لپیٹ لے گا پھر فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں کہاں ہیں زمین کے بادشاہ؟ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ فرمائے گا کہاں ہیں زور والے کہاں ہیں تکبر اور غرور کرنے والے۔

مفہوم:

- ۱۔ زمین و آسمان پر اللہ تعالیٰ کے کامل اقتدار کا نقشہ کھینچنے کے لیے مٹھی میں ہونے اور ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہونے کا استعارہ استعمال فرمایا گیا ہے۔ قیامت کے روز تمام انسان جو آج اللہ کی عظمت و کبریائی کا اندازہ کرنے سے قاصر ہیں، اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے کہ زمین و آسمان اللہ کے دست قدرت میں ایک حقیر گیند اور ایک ذرا سے رومال کی طرح ہیں۔
- ۲۔ اس دن ساری مجازی بادشاہیاں ختم ہو جائیں گی جو دنیا میں انسان کو دھوکہ میں ڈالتی تھیں اور صرف ایک ہی حقیقی فرماں روا کی بادشاہی رہ جائے گی۔

مومن اور کافر کی مثال:

عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ: مثل المؤمن مثل الزرع لا تزال الريح تمیله ولا یزال المؤمن یصیبه البلاء مثل المنافق کمثل شجرة الارزة تهتز حتى تستحصد.

(صحیح مسلم، صفات المنافقین)

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کی مثال کھیتی کی سی ہے جو ہمیشہ ہوا سے جھکتی ہے، اس طرح ہمیشہ مومن پر مصیبت آتی رہتی ہے اور منافق کی مثال صنوبر کے درخت کی ہے جو کبھی نہیں جھکتا

یہاں تک کہ جڑ سے کاٹ دیا جائے۔

مفہوم :

- ۱۔ مومن کو دنیا میں جو مصیبتیں اور تکلیفیں پیش آتی ہیں وہ ان سے سنبھل جاتا ہے۔ اگر کہیں بندگی کا تعلق کمزور پڑ گیا ہو تو پھر اللہ کی طرف رجوع کر لیتا ہے۔
- ۲۔ کفار اور منافقین کو خوب مہلت ملتی ہے، انکی رسی دراز کی جاتی ہے بالآخر اچانک اللہ کا عذاب ان کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔

قیامت کے دن کی کیفیت کا بیان :

عن المقداد بن الاسود قال سمعت رسول الله يقول: تدنى الشمس يوم القيامة من الخلق حتى تكون منهم كمقدار ميل قال سليم بن عامر فوالله ما ادرى ما يعنى بالميل امسافة الارض او الميل الذى يكحل به العين قال فيكون الناس على قدر اعمالهم فى العرق منهم من يكون الى كعبيه و منهم من يكون الى ركبته و منهم من يكون الى حنجره و منهم من يلجمه العرق الجاما و اشار رسول ﷺ بيده الى فيه. (صحيح مسلم: كتاب الجنة)

مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو فرماتے سنا ہے: قیامت کے دن سورج لوگوں سے قریب ہو جائے گا یہاں تک ایک میل کا فاصلہ رہ جائے گا، سلیم بن عامر نے قسم کھا کر کہا کہ میں نہیں جانتا میل سے کیا مراد ہے یہ میل زمین کا جو کوس کے برابر ہوتا ہے یا میل سے مراد سلائی ہے جس سے سرمہ لگاتے ہیں۔ لوگ اپنے اپنے اعمال کے موافق پسینہ میں ڈوبے ہوں گے، کوئی تو ٹخنوں تک ڈوبا ہوگا، کوئی گھٹنوں تک، کوئی کمر تک اور کسی کے پسینہ کی لگام ہوگی اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے منہ مبارک کی طرف اشارہ کیا (یعنی منہ تک پسینہ ہوگا)۔

مفہوم :

- ۱۔ اہل ایمان اور سچے مسلمان تو سایہ الہی میں پورے اطمینان سے بیٹھے ہوں گے۔ انہیں کسی قسم کا خوف اور پریشانی نہیں ہوگی۔
- ۲۔ کفار، منافقین اور فساق و فجار اپنی اپنی بد اعمالیوں کے مطابق اپنے پسینہ میں غرق ہو گئے۔

۳۔ ایک حدیث کا مضمون یہ ہے وہ اہل ایمان جنہوں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہو گا وہ محشر کے پورے عرصہ میں روک رکھے جائیں گے یعنی روز محشر کی پوری طویل مدت جو نہ معلوم کتنی صدیوں کے برابر ہوگی ان پر اپنی پوری سختیوں کے ساتھ گزر جائے گی اور خاتمہ عدالت کے وقت انہیں بھی جنت میں جانے کی اجازت مل جائے گی تو گویا یہی ان کی سزا ہوگی۔

سکرات الموت کے وقت توبہ قبول نہیں ہوتی :

عن ابن عمر عن النبی ﷺ قال: ان الله يقبل توبة العبد ما لم يعر.

(جامع ترمذی: ابواب الدعوات)

”اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ بس اس وقت تک قبول کرتا ہے جب تک کہ آثار موت شروع نہ ہوں۔“

مفہوم :

- ۱۔ توبہ اور اپنے قصور کی معافی مانگنے کا دروازہ اس وقت تک کھلا ہے جب تک آثار موت یا نزع کی حالت نہ ہو۔
- ۲۔ جب سامنے موت کا فرشتہ کھڑا ہو اور یقین ہو جائے کہ اس کا آخری وقت ہے، موت کی سرحد میں داخل ہوتے ہی مہلت عمل ختم ہو جاتی ہے اور صرف جزا و سزا کا استحقاق باقی رہ جاتا ہے۔

میدان حشر میں نیک لوگ کس حال میں ہوں گے :

عن ابی سعید الخدری قال: قيل لرسول الله ﷺ يوما كان مقداره خمسين الف سنة ما طول هذا اليوم؟ فقال رسول الله ﷺ والذي نفسي بيده انه ليخفف على المؤمن حتى يكون أخف عليه من صلاة مكتوبة يصلها في الدنيا. (بيهقي، كتاب البعث والنشور)

ابو سعید خدری بیان کرتے ہیں کہ: آنحضرت سے کہا گیا کہ وہ دن کس قدر طویل ہو گا جو پچاس ہزار سال کے برابر ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے دنیا میں ایک فرض نماز پڑھنے میں جتنا وقت لگتا ہے مومن کے لیے وہ دن اس سے بھی ہلکا ہو گا۔

مفہوم :

- ۱۔ میدان حشر میں جنت کے مستحق لوگوں سے مجرموں سے مختلف معاملہ ہو گا۔

- ۲۔ اہل جنت کو میدانِ حشر میں بھی عزت کے ساتھ بٹھایا جائے گا اور انہیں سایہ عرش میں جگہ ملے گی۔
- ۳۔ میدانِ حشر کی ساری سختیاں اور ہولناکیاں مجرموں کے لیے ہوں گی نہ کہ نیکو کاروں کے لیے۔

سب سے پہلے سایہ الہی میں جگہ پانے والے خوش نصیب :

عن عائشة عن رسول اللہ ﷺ قال: أتدرون من السابقون الى ظل الله يوم القيامة؟ قالوا الله ورسوله اعلم قال الذين اذا اعطوا الحق قبلوه واذا سئلوه بذلوه و حكموا للناس كحكمهم لانفسهم.
(مسند احمد بن حنبل: مرويات عائشة)

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جانتے ہو قیامت کے روز کون لوگ سب سے پہلے اللہ کے سایہ میں جگہ پائیں گے، انہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جب ان کے آگے حق پیش کیا گیا تو انہوں نے قبول کر لیا۔ جب ان سے حق مانگا گیا تو انہوں نے ادا کر دیا اور دوسروں کے معاملہ میں ان کا فیصلہ وہی کچھ تھا جو خود اپنی ذات کے معاملہ میں تھا۔

مفہوم :

- ۱۔ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کی پکار پر سب سے پہلے لبیک کہنے والے ہوں جو نیک اور حق پرستی میں سب سے سہقت لے جانے والے ہوں، جہاد کا معاملہ ہو یا انفاق فی سبیل اللہ کا خدمت خلق ہو یا دعوتِ حق کا میدان ہو، غرض دنیا میں بھلائی پھیلانے اور برائی مٹانے کے لیے ایثار و قربانی اور محنت و جانفشانی کا جو موقع پیش آئے اس میں وہی آگے بڑھ کر کام کرنے والے ہوں۔
- ۲۔ بارگاہِ خداوندی میں قرب حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اللہ کی رضا کو ہر چیز پر عملاً مقدم کیا جائے اور اس کی اطاعت اور محبت پر ہر محبت کو قربان کر دیا جائے۔

جہنم سے شفاعت کے ذریعہ نجات پانے والے لوگ :

عن ابی سعید قال قال رسول اللہ ﷺ: اما اهل النار الذين هم اهلها فانهم لا يموتون فيها ولا يحيون ولكن ناس منكم اصابتهم النار بذنوبهم اوقال: بخطاياهم فاما تمهم الله تعالى امانة حتى اذا كانوا فهمما اذن بالشفاعة فجعى بهم ضبائر ضبائر فيثوا على أنهار الجنة ثم قيل يا اهل الجنة أفيضوا

عليهم فينبون نبات الحبة تكون في حميل السيل فقال رجل من القوم كأن رسول الله ﷺ قد كان بالبادية. (صحيح مسلم : كتاب الايمان)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: وہ اہل دوزخ جو آگ ہی میں رہنے والے ہوں گے ان کی حالت یہ ہوگی 'نہ انہیں موت آئے گی اور نہ زندوں کی طرح زندہ ہی رہیں گے لیکن کچھ لوگ ایسے ہونگے جنہیں جہنم کی آگ ان کے گناہوں کے مطابق پہنچے گی، پھر اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو موت دے دے گا یہاں تک کہ جل کر کوئلہ ہو جائیں گے، پھر شفاعت کی اجازت دی جائے گی اور انہیں گروہ درگروہ نکال کر باہر لایا جائے گا اور جنت کی نہروں کے کنارے لاکر ڈال دیا جائے گا پھر اہل جنت سے کہا جائے گا کہ ان پر پانی انڈیلیں، وہ سیلاب کے راستے میں پڑے ہوئے دانے کی طرح آگ آئیں گے (یعنی زندہ ہو جائیں گے، ایک آدمی بولا حضور ﷺ مثال سے ایسے سمجھا رہے ہیں گویا آپ دیہات میں رہے ہوں۔

مفہوم :

- ۱۔ شفاعت حق ہے، نبی ﷺ آخرت میں یقیناً شفاعت فرمائیں گے مگر یہ شفاعت بھی اللہ کے اذن سے ہو گی۔
- ۲۔ گناہ گاروں کی بخشش کرنا یا انہیں سزا دینا اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں اندھیر نگری نہیں ہے وہ پور پور انصاف کرنے والی ذات ہے اور ہر فیصلہ ایک طے شدہ قانون کے مطابق ہی ہو گا۔
- ۳۔ اس حدیث میں ان لوگوں کے حق میں شفاعت کا بیان ہے جو اپنی کچھ سزا بھگت لیں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں موت دے گا اور پھر ان کے حق میں شفاعت قبول کی جائے گی۔

خائن لوگ شفاعت سے محروم ہونگے :

عن ابی ہریرۃؓ قام فینا النبی ﷺ خطیباً: فذكر الغلول فعظمه وعظم امره قال لا الفین احدکم یوم القیامۃ وعلی رقبۃ شاة لها ثخاء وعلی رقبۃ فرس له حمحمة یقول یا رسول اللہ اغثنی فأقول: لا املك لك شیئا قد ابلغتک وعلی رقبۃ بعیر له رغاء یقول یا رسول اللہ اغثنی فأقول لا املك لك شیئا قد ابلغتک وعلی رقبۃ صامت فیقول یا رسول اللہ اغثنی فأقول لا املك لك شیئا قد ابلغتک

وعلی رقبته رفاع تخفق فيقول يا رسول الله اغثنى فأقول لا املك لك شيئا قد ابغتنك.

(صحیح بخاری : کتاب الجهاد)

ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ خطبہ ارشاد فرمانے کھڑے ہوئے اور آپ نے مالِ نعیمت میں خیانت کا ذکر فرمایا: اس کی قباحت بیان کی اور اسے گناہِ عظیم قرار دیا پھر فرمایا: میں تم میں سے کسی کو قیامت کے دن ایسی حالت میں نہ پاؤں گا کہ اس کی گردن پر گھوڑا سوار ہو اور وہ ہنہنارہا ہو اور یہ شخص مجھ سے کہے: اے اللہ کے رسول میری مدد فرمائیے مگر میں جواب دوں گا کہ میں تیرے لیے کچھ نہیں کر سکتا۔ میں نے تجھ تک خدا کا پیغام پہنچا دیا تھا اور یہ کہ کسی کی گردن پر اونٹ سوار ہو اور وہ بلبلارہا ہو اور یہ آدمی مجھ سے کہے کہ اے اللہ کے رسول میری مدد فرمائیے۔ مگر میں جواب دوں گا کہ میں تیرے لیے کچھ نہیں کر سکتا میں نے تجھ تک خدا کا پیغام پہنچا دیا تھا اور یہ کہ کسی کی گردن پر سونا چاندی سوار ہو اور مجھ سے فریاد کرے کہ اے اللہ کے رسول میری مدد کیجئے۔ مگر میں جواب دوں گا کہ میں تیرے لیے کچھ نہیں کر سکتا میں نے تجھ تک اللہ کا پیغام پہنچا دیا تھا اور یہ کہ اس کی گردن پر گھٹا ہو جس کے بوجھ سے اس کی گردن جھکی ہوئی ہو اور وہ مجھ سے فریاد کرے کہ اے اللہ کے رسول میری مدد فرمائیں، میں جواب دوں گا کہ میں تیرے لیے کچھ نہیں کر سکتا میں نے تو تجھے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا تھا۔

مفہوم :

- ۱۔ شفاعت ان اہل ایمان کے حق میں ہوگی جو حتی الامکان نیک عمل کرنے کی کوشش کے باوجود گناہوں میں آلودہ ہو گئے ہوں۔
- ۲۔ جان بوجھ کر خیانتیں اور بدکاریاں کرنے والے اور کبھی خدا سے نہ ڈرنے والے شفاعت کی اس عظیم نعمت سے قیامت کے دن محروم رہیں گے اور انہیں لازماً اپنے گناہوں کی سزا بھگتنا ہوگی۔
- ۳۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خیانت کس قدر مملکت اور تباہ کن گناہ ہے جس کا اس قدر ہولناک انجام ہے کہ خائن شفاعت نبوی کی سعادت سے بھی محروم رہے گا۔
- ۴۔ اس حدیث سے شفاعت کے اس غلط تصور کی بھی اصلاح ہو جاتی ہے کہ دنیا میں ہر قسم کے حقوق العباد اور حقوق اللہ کو پامال کرنے کے بعد ان کی تلافی نہ کی جائے اور پھر بھی آدمی شفاعت کے ذریعہ نجات کے فریب میں مبتلا رہے۔ یہ خود فریبی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

آخرت میں مفلس اور دیوالیہ کون ہوگا :

عن ابی ہریرۃ أن النبی ﷺ قال: أتدرون ما المفلس؟ قالوا المفلس فينا من لا درهم له ولا متاع، فقال: ان المفلس من امتی من یأتی یوم القیامة بصلوة و صیام و زکوٰۃ و یأتی قد شتم هذا و قذف هذا و أكل مال هذا و سفك دم هذا و ضرب هذا فیعطی هذا من حسنا ته فان فینت حسنا ته قبل ان یقضی ما علیه اخذ من خطایا هم فطرحت علیه ثم طرح فی النار. (صحیح مسلم: باب البر و الصلة)

ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جانتے ہو مفلس کون ہوتا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا ہم میں مفلس وہ ہوتا ہے جس کے پاس دراہم اور مال و متاع نہ ہو۔ آپؐ نے فرمایا میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے روز نماز، روزہ، اور زکوٰۃ ادا کر کے حاضر ہوا ہو، مگر اس حال میں آیا ہو کسی کو اس نے گالی دی تھی، کسی پر بہتان لگایا تھا اور کسی کا مال مار کھایا تھا اور کسی کا خون بہایا تھا اور کسی کو مارا پیٹا تھا۔ پھر اس کی نیکیاں ان (مظلوموں) میں بانٹ دی جائیں گی۔ اگر نیکیوں میں سے کچھ نہ چا جس سے اس کا بدلہ چکایا جاسکے تو اس کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے جائیں گے پھر اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

مفہوم :

- ۱۔ اس حدیث سے حقوق العباد کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے کہ باوجود نماز، روزہ اور زکوٰۃ کے اگر کسی نے ظلم و زیادتی کی ہے اور بندوں کے حقوق ضائع کیے ہیں تو وہ قیامت کے دن کس قدر قابل رحم حالت میں ہوگا جس دن ہر آدمی ایک ایک نیکی کو ترس رہا ہوگا لیکن وہاں مہلت عمل ختم ہو چکی ہوگی اور کف افسوس ملنے کے سوا کچھ نہیں ہو سکے گا، اس لیے دنیا میں ہی اس کی تلافی کی کوشش کرنا چاہیے۔
- ۲۔ قیامت کے دن آدمی کے پاس کوئی مال و زر تو ہوگا نہیں کہ وہ مظلوم کا حق ادا کرنے کے لیے کوئی ہرجانہ یا تادان دے سکے وہاں تو اس آدمی کے اعمال ہی زر مبادلہ ہوں گے۔
- ۳۔ بدلہ چکانے اور تادان کی صورت حدیث میں یہ بیان کی گئی ہے کہ اس زیادتی کرنے والے نے جو کچھ نیکیاں کی ہوں گی ان میں سے تادان ادا کرے یا مظلوم کے گناہوں میں سے کچھ اپنے اوپر لے کر ان کی سزا بخوے۔

اہل جنت کے لیے نعمتیں :

عن ابی ہریرۃ عن النبی ﷺ قال: قال اللہ: اعددت لعبادی الصالحین مالا عین رأت ولا

اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر۔ (بخاری : کتاب التوحید) (مسلم: کتاب الجنة)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ فرماتا ہے: میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ کچھ تیار کر رکھا ہے جسے کبھی نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کبھی کسی کان نے سنا نہ کوئی انسان کبھی اس کا تصور کر سکا ہے۔

مفہوم :

- ۱۔ جنت اہل جنت کے لیے ابدی نعمتوں کا مقام ہے۔
- ۲۔ یہ انعامات ان خوش نصیب نیک انسانوں اور جنوں کو عنایت کیے جائیں گے جنہوں نے دنیا میں خدا ترسی کی زندگی بسر کی اور اس شعور کے ساتھ زندگی گزاری کہ انہیں اپنے رب کے حضور اپنے اعمال کا حساب دینا ہے۔
- ۳۔ جنت میں کسی قسم کی پریشانی غم اور بیماری نہیں ہوگی بلکہ اہل جنت ہمیشہ تندرست اور جوان رہیں گے اور ہمیشہ خوش و خرم رہیں گے۔

اہل ایمان کو حسن عمل پر غرور نہیں کرنا چاہیے :

عن ابی ہریرۃ قال: قال رسول اللہ ﷺ: لن يدخل أحد منكم عمله الجنة قالوا: ولأنت يا

رسول اللہ قال: ولانا الا ان يتغمدني الله منه بفضل ورحمته۔ (مسلم: صفات المنافقين)

ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی کو بھی اس کا عمل جنت میں داخل نہیں کرے گا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوگا؟ فرمایا ہاں میں بھی اپنے عمل کی بدولت جنت میں نہیں جاسکوں گا جب تک اللہ مجھے اپنی رحمت سے ڈھانک نہ لے۔

مفہوم :

- ۱۔ اہل ایمان اپنے حسن عمل اور نیک اعمال پر کبھی غرور نہیں کرتے کہ ہم یقیناً بخشے جائیں گے بلکہ وہ ہمیشہ اپنی کوتاہیوں پر استغفار کرتے ہیں اپنے عمل کے جائے صرف اللہ کے فضل و کرم سے امیدیں وابستہ

کرتے ہیں۔

۲۔ دنیا میں منکرین اور ظالموں کو جو نعمتیں ملتی ہیں وہ اس پر فخر و غرور کرتے ہیں کہ یہ ہماری قابلیت اور سعی و کوشش کا نتیجہ ہے۔ اس وجہ سے وہ ہر نعمت ملنے پر مزید متکبر بن جاتے ہیں جبکہ اہل ایمان جتنے نوازے جاتے ہیں اتنے ہی متواضع اور فیاض بنتے ہیں کیونکہ وہ اسے اللہ کا فضل و کرم اور اس کا احسان سمجھتے ہیں۔

۳۔ آخرت میں بھی اہل جنت، جنت کے انعامات کو اللہ کے فضل و کرم کا نتیجہ قرار دیں گے لیکن اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ تمہاری سعی کا اجر و صلہ ہے۔

خلاصہ

عقیدہ آخرت پر ایمان :

ا۔ اہمیت :

عقیدہ آخرت اسلامی عقائد کا انتہائی اہم جزو ہے، اسے یوم آخر، حیات اخروی اور دار آخرت بھی کہا گیا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں اس عقیدہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن مجید کا شاید ہی کوئی صفحہ ایسا ہو جس میں کسی نہ کسی انداز میں اس عقیدہ کا ذکر نہ آیا ہو۔ طرح طرح سے اس عقیدہ کو سمجھایا گیا ہے اور اس پر دلیلیں دی گئی ہیں۔ جھٹلانے والوں کے بے بنیاد عقائد اور ان کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے، اس کے ماننے اور نہ ماننے سے زندگی کا جو رنگ ہوتا ہے اس کی تفصیلات پیش کی گئی ہیں اور صاف صاف بتا دیا گیا ہے کہ عقیدہ آخرت کے بغیر تمام اعمال بے کار ہیں۔

ب۔ عقیدہ آخرت کی حقیقت :

اس حقیقت پر ایمان کہ انسان کی یہ دنیوی زندگی ہی اس کی کل زندگی نہیں ہے بلکہ اس کے بعد ایک اور ہمیشہ رہنے والی زندگی ملے گی۔ ایک دن یہ سارا کارخانہ عالم ختم ہو جائے گا اور کائنات کا یہ سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا، پھر سارے انسان حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک دوبارہ زندہ کیے جائیں گے، سب اکٹھے ہوں گے، سب کے کاموں کا حساب کتاب ہو گا۔ جس نے جو کام کئے ہیں ان کا ویسا ہی بدلہ ملے گا، نیک کام کرنے والے اللہ کے وفادار بندے ہمیشہ ہمیشہ کے سکون و آرام کی جنت میں ہوں گے اور اللہ کے باغی، نافرمان اور برے کام کرنے والے دوزخ میں جائیں گے۔

ج۔ دلائل :

مشاہدوں اور تجربوں کے ساتھ اگر عقل کو صحیح استعمال کیا جائے تو انسان کچھ ایسی حقیقتوں کو بھی پاسکتا ہے جنہیں وہ اپنے حواس سے معلوم نہیں کر سکتا۔ قرآن مجید کا مطالعہ ہم سے یہی ہے کہ ہم کھلی آنکھوں سے کائنات کے نظام کا مشاہدہ کریں اس میں غور و فکر کریں اور عقل سے کام لیں تو ہمیں یہ حقیقت معلوم ہو جائے گی اسے بنانے

والا :

ا۔ کوئی حکیم و دانہ ہے۔

- ۲۔ وہ جب چاہے اس نظام کو ختم کر دے اور وہ اس نظام کو دوبارہ بنانے پر بھی قادر ہے۔
- ۳۔ اس کائنات میں کوئی چیز بے مقصد نہیں بنائی گئی ہے۔
- ۴۔ اللہ کی رحمت و انصاف کا تقاضا ہے کہ ایسا دن آئے جس میں انسان کو اس کے اچھے اور برے کاموں کا ٹھیک ٹھیک بدلہ دیا جائے۔

د۔ منکرین کا استدلال :

اللہ تعالیٰ کا انکار کرنے والے سائنس دانوں اور فلسفیوں کا کہنا ہے کہ کائنات میں جو کچھ نظر آ رہا ہے وہ مادے اور توانائی کے ملاپ کا نتیجہ ہے اس کے پیچھے کوئی شعور اور حکمت کام نہیں کر رہی، وہ کہتے ہیں کہ جب مادہ ایک خاص ترکیب کے ساتھ مرکب ہو جاتا ہے تو اس میں زندگی کی صلاحیت خود بخود پیدا ہو جاتی ہے، اور اس کائنات کے پیچھے کوئی حکمت تلاش کرنا بے وقوفی ہے۔ جب یہ بلا مقصد چل رہی ہے تو بلا مقصد فنا بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر اس کائنات کو کوئی چلانے والا نظر نہیں آ رہا تو ان کی لاعلمی، اس بات کا ثبوت کیسے ہو سکتی ہے کہ جس چیز کو وہ جانتے نہیں اس کا سرے سے وجود ہی نہیں۔

عقیدہ آخرت کے انسانی زندگی پر اثرات :

۱۔ احساس ذمہ داری : اس عقیدہ کو ماننے کے نتیجے میں انسان اپنی ہر حرکت اور کام کے لیے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی عدالت میں جو لہ تصور کرتا ہے اور ہر کام سوچ سمجھ کر کرتا ہے کہ اس میں اللہ کی مرضی ہے یا نہیں، یہ ایک مکمل شعوری زندگی ہوتی ہے جبکہ اس عقیدہ کا منکر اپنے آپ کو غیر ذمہ دار، آزاد اور خود مختار سمجھ کر شتر بے ہمار کی طرح زندگی گزارے گا، وہ کسی کام کے اچھا یا برا ہونے کا فیصلہ اس بنا پر کرے گا کہ اسے اس دنیا میں اس کا صلہ کیا ملے گا۔

۲۔ خدائی ضابطہ ہدایت کی ضرورت : آخرت پر ایمان رکھنے والا لازماً خدائی ضابطہ ہدایت کی ضرورت بھی تسلیم کرے گا تاکہ اس کے خالق و مالک نے اسے زندگی گزارنے کا جو طریقہ بتایا ہے اس کے مطابق وہ زندگی گزار سکے اور زندگی کے ہر معاملے میں اپنے مالک کی مرضی معلوم کرنے کے لیے اس سے راہنمائی بھی حاصل کر سکے، جبکہ اس عقیدہ کو نہ ماننے والا اس قسم کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتا ہے۔

۳۔ اخلاقی اقدار اور اخلاقی ضابطوں کی قدر و قیمت : ایک منکر آخرت کے لیے چوری، بے ایمانی،

جھوٹ، نا انصافی، مکاری، ظلم و ستم جیسی اخلاقی قدریں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں کیونکہ اس کے نزدیک ظلم ایک ضرورت ہے، نا انصافی کا نام چالاکی ہے، بے ایمانی اور لوٹ کھسوٹ، ہوشیاری کا دوسرا نام ہے۔ اور یہ اقتصادی ضرورت ہے۔ ہر نفع و نقصان کے وقت یہ ضابطے بدل جاتے ہیں، لیکن اس عقیدہ کو ماننے کے نتیجے میں ایک مومن اپنی جان تو قربان کر سکتا ہے لیکن کوئی ایسا کام نہیں کرے گا جس کے نتیجے میں اس کی آخرت برباد ہو جائے۔ وہ آخرت کے نتائج اور ان اخلاقی پیمانوں کو سامنے رکھ کر کسی کام کو اختیار کرے گا یا چھوڑے گا۔

۴۔ بے لوث کام کا جذبہ: اللہ کی رضا کے لیے کام کرنے والے اپنے ہر کام کے اجر کی امید صرف اللہ سے رکھتے ہیں (إِنَّ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ) ”میرے کام کا صلہ تو بس اللہ ہی کے ذمہ ہے“ جبکہ منکر آخرت کوئی کام دنیوی مفاد اور عزت و شہرت کے بغیر نہیں کر سکتا۔

برزخ اور عذاب قبر:

قبر کا لفظ قرآن و سنت کی اصطلاح میں موت اور قیامت کی درمیانی حالت کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ برزخ کا معنی پردہ اور رکاوٹ ہے لیکن یہ لفظ اصطلاحاً انسان کی موت سے قیامت کے دن تک کی مدت کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

قرآن و سنت کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے کہ موت محض جسم و روح کی علیحدگی کا نام ہے، نہ بالکل معدوم ہونے کا، ایک مجرم روح سے فرشتوں کی باز پرس، پھر اس کا عذاب اور اذیت میں مبتلا ہونا اور دوزخ کے سامنے پیش کیا جانا اور ایک مومن روح کے ساتھ انعام و اکرام کا معاملہ قرآن و سنت میں اتنا واضح طور پر بیان کر دیا گیا ہے جس میں کسی قسم کا الجھاؤ نہیں ہے۔

فہرست مراجع

یونٹ نمبر 4

- ۱۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، دار الفکر بیروت
- ۲۔ الترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن ترمذی، مکتبہ مصطفیٰ البابی الحلبی، قاہرہ، ۱۹۳۷ء
- ۳۔ جلیل احسن ندوی، زادراہ، اسلامک پبلی کیشنز، ۱۹۹۹ء
- ۴۔ جلیل احسن ندوی، سفینہ نجات، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، ۱۹۹۵ء
- ۵۔ عمر پوری، عبدالغفار حسن، انتخاب حدیث، اسلامک پبلی کیشنز، ۱۹۹۸ء
- ۶۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تفہیم الاحادیث، ادارہ معارف اسلامی، لاہور
- ۷۔ نعمانی، محمد منظور، معارف الحدیث (جلد اول)، دار الاشاعت اردو بازار، کراچی
- ۸۔ نووی، محی الدین ابوزکریا، شرف ریاض الصالحین، مکتبہ مدنیہ لاہور